© rasailojaraid.com

شہادتِ حق

امتِ مسلمہ کا فرض اور مقصدِ وجود

(۲)

حضرات! یہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں کرنا کیا چاہیے تھا اور ہم کر کیا رہے ہیں۔ اور یہ کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس کا خمیازہ کیا بھگت رہے ہیں۔ اس پہلو سے اگر آپ حقیقتِ معاملہ پر نگاہ ڈالیں گے تو یہ بات خود ہی آپ پر کھل جائے گی کہ مسلمانوں نے ہندوستان میں اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں جن مسائل کو اپنی قومی زندگی کے اصل مسائل سمجھ رکھا ہے اور جنھیں حل کرنے کے لیے وہ کچھ اپنے ذہن سے گھڑی ہوئی اور زیادہ تر دوسروں سے سیکھی ہوئی تدبیروں پر اپنا ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، فی الواقع ان میں سے کوئی بھی ان کا اصل مسئلہ نہیں ہے اور ان کے حل کی تدبیروں میں وقت، قوت اور مال کا یہ سارا صرفہ محض ایک زیاں کاری ہے۔ یہ سوالات کہ کوئی اقلیت ایک غالب اکثریت کے درمیان رہتے ہوئے اپنے وجود اور مفاد اور حقوق کو کیسے محفوظ رکھے، اور کوئی اکثریت اپنے حدود میں وہ اقتدار کیسے حاصل کرے جو اکثریت میں ہونے کی بنا پر اسے ملنا چاہیے، اور ایک محکوم قوم کسی غالب قوم کے تسلط سے کس طرح آزاد ہو، اور ایک کمزور قوم کسی طاقتور قوم کی دست بُرد سے اپنے آپ کو کس طرح بچائے، اور ایک پس ماندہ قوم وہ ترقی، خوشحالی اور طاقت کیسے حاصل کرے جو دنیا کی زور آور قوموں کو حاصل ہے، یہ اور ایسے ہی دوسرے مسائل غیر مسلموں کے لیے تو ضرور اہم ترین اور مقدم ترین مسائل ہو سکتے ہیں اور ان کی تمام توجہات اور کوششوں کے مرکز و محور قرار پا سکتے ہیں، مگر ہم مسلمانوں کے لیے یہ بجائے خود مستقل مسائل نہیں ہیں بلکہ محض اُس غفلت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے شاخسانے ہیں جو ہم اپنے اصل کام سے ہٹتے رہنے سے ہیں اور آج تک ہٹتے جا رہے ہیں۔ اگر ہم نے وہ کام کیا ہوتا تو آج اتنے بہت سے پیچیدہ اور پریشان کن مسائل کا یہ جنگل ہمارے لیے پیدا ہی نہ ہوتا اور اگر اب بھی ہم اس جنگل کو کاٹنے میں اپنی قوتیں صرف کرنے کے بجائے اپنی ساری توجہ اور سعی اس کام پر مبذول کر دیں تو دیکھتے دیکھتے نہ صرف ہمارے لیے بلکہ ساری دنیا کے لیے پریشان کن مسئلوں کا یہ جنگل خود بخود صاف ہو جائے۔ کیونکہ دنیا کی صفائی و اصلاح کے ذمہ دار ہم تھے، ہم نے اپنا فرض منصبی ادا کرنا چھوڑا تو دنیا خاردار جنگلوں سے بھر گئی اور ان کا سب سے زیادہ پرخار حصہ ہمارے نصیب میں لکھا گیا۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور سیاسی رہنما اس معاملہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور ہر جگہ ان کو یہی باور کراتے جا رہے ہیں کہ تمہارے اصل مسائل وہی اقلیت و اکثریت، اور آزادیٔ وطن، اور تحفظ قوم، اور مادی ترقی کے مسائل ہیں۔ نیز یہ حضرات ان مسائل کے حل کی تدبیریں بھی مسلمانوں کو وہی کچھ بتا رہے ہیں جو انھوں نے غیر مسلموں سے سیکھی ہیں۔ لیکن میں جتنا خدا کی ہستی پر یقین رکھتا ہوں اتنا ہی مجھے اس بات پر بھی یقین ہے کہ یہ آپ کی بالکل غلط رہنمائی کی جا رہی ہے اور ان راہوں پر چل کر آپ کبھی اپنی فلاح کی منزل کو نہ پہنچ سکیں گے۔ میں آپ کا سخت بدخواہ ہوں گا اگر ہر لاگ لپیٹ کے بغیر آپ کو صاف صاف نہ بتا دوں کہ آپ کی زندگی کا اصل مسئلہ کیا ہے۔

میرے علم میں آپ کا حال اور آپ کا مستقبل معلق ہے اس سوال پر کہ آپ اس ہدایت کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں جو آپ کو خدا کے رسول کی معرفت پہنچی ہے، جس کی نسبت سے آپ کو مسلمان کہا جاتا ہے اور جس کے تعلق سے آپ ـــ خواہ چاہیں یا نہ چاہیں ـــ بہرحال دنیا میں اسلام کے نمائندے قرار پاتے ہیں۔ اگر آپ اس کی صحیح پیروی کریں اور اپنے قول و عمل سے اس کی سچی شہادت دیں اور آپ کے اجتماعی کردار میں پورے اسلام کا ٹھیک ٹھیک مظاہرہ ہونے لگے تو آپ دنیا میں سربلند اور آخرت میں سرخرو ہو کر رہیں گے۔ خوف اور حزن، ذلت اور مسکنت، مغلوبی اور محکومی کے یہ سیاہ بادل جو آپ پر چھائے ہوئے ہیں چند سال کے اندر چھٹ جائیں گے۔ آپ کی دعوتِ حق اور سیرتِ صالحہ دلوں اور دماغوں کو مسخر کرتی چلی جائے گی۔ آپ کی ساکھ اور دھاک دنیا پر بیٹھتی چلی جائے گی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انصاف کی امیدیں آپ سے وابستہ کی جائیں گی، بھروسہ آپ کی امانت اور دیانت پر کیا جائے گا، سند آپ کے قول کی لائی جائے گی، بھلائی کی توقعات آپ سے باندھی جائیں گی، ائمۂ کفر کی کوئی ساکھ آپ کے مقابلہ میں باقی نہ رہ جائے گی، ان کے تمام فلسفے اور سیاسی و معاشی نظریے آپ کی سچائی اور راست روی کے مقابلہ میں جھوٹے ملمع ثابت ہوں گے، اور وہ طاقتیں جو آج ان کے کیمپ میں نظر آرہی ہیں ٹوٹ ٹوٹ کر اسلام کے کیمپ میں آتی چلی جائیں گی حتیٰ کہ ایک وقت وہ آئے گا جب کمیونزم خود ماسکو میں اپنے بچاؤ کے لیے پریشان ہوگا، سرمایہ دارانہ ڈیموکریسی خود واشنگٹن اور نیویارک میں اپنے تحفظ کے لیے لرزہ براندام ہوگی، مادہ پرستانہ الحاد خود لندن اور پیرس کی یونیورسٹیوں میں جگہ پانے سے عاجز ہوگا، نسل پرستی اور قوم پرستی خود برہمنوں اور جرمنوں میں اپنے معتقد نہ پاسکے گی، اور یہ دور صرف تاریخ میں ایک داستان عبرت کی حیثیت سے باقی رہ جائے گا کہ اسلام جیسی عالمگیر و جہانکشا طاقت کے نام لیوا کبھی اتنے بے وقوف ہو گئے تھے کہ عصائے موسیٰ بغل میں تھا اور لاٹھیوں اور رسیوں کو دیکھ دیکھ کر کانپ رہے تھے —— یہ مستقبل تو آپ کا اس صورت میں ہے جبکہ آپ اسلام کے مخلص پیرو اور سچے گواہ ہوں۔ لیکن اگر اس کے برعکس آپ کا رویہ یہ رہا کہ خدا کی بھیجی ہوئی ہدایت پر مار زر بنے بیٹھے ہیں۔ نہ خود اس سے مستفید ہوتے ہیں نہ دوسروں کو اس کا فائدہ پہنچنے دیتے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر نمائندے تو اسلام کے بنے ہوئے ہیں مگر اپنے مجموعی قول و عمل سے شہادت زیادہ تر جاہلیت، شرک، دنیا پرستی اور اخلاقی بے قیدی کی دے رہے ہیں، خدا کی کتاب طاق پر رکھی ہے اور رہنمائی کے لیے ہر امام کفر اور ہر منبع ضلالت کی طرف رجوع کیا جا رہا ہے، دعویٰ خدا کی بندگی کا ہے اور بندگی ہر شیطان اور ہر طاغوت کی کی جا رہی ہے، دوستی اور دشمنی نفس کے لیے ہے اور فریق دونوں صورتوں میں اسلام کو بنایا جا رہا ہے اور اس طرح اپنی زندگی کو بھی اسلام کی برکتوں سے محروم کر رکھا ہے اور کو بھی اس کی طرف راغب کرنے کے بجائے الٹا متنفر کر رہے ہیں تو اس صورت میں نہ آپ کی دنیا ہی درست ہو سکتی ہے اور نہ آخرت۔ اس کا انجام تو سنت اللہ کے مطابق وہی کچھ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، اور بعید نہیں کہ مستقبل اس حال سے بھی بدتر ہو۔ اسلام کا لیبل اتار کر کھلم کھلا کفر اختیار کر لیجیے تو کم از کم آپ کی دنیا تو ویسی ہی بن جائیگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسی امریکہ، روس اور برطانیہ کی بنی ہوئی ہے۔ لیکن مسلمان ہو کر نامسلمان بنے رہنا اور خدا کے دین کی جھوٹی نمائندگی کر کے دنیا کے لیے بھی ہدایت کا دروازہ بند کر دینا وہ جرم ہے جو آپ کو دنیا میں بھی پنپنے نہ دے گا۔ اس جرم کی جو سزا قرآن میں لکھی ہوئی ہے اور جس کا زندہ ثبوت یہودی قوم آپ کے سامنے موجود ہے، اس کو آپ ٹال نہیں سکتے خواہ متحدہ قومیت کے "اہون البلیتین" کو اختیار کریں یا اپنی الگ قومیت منوا کر وہ سب کچھ حاصل کر لیں جو مسلم قوم پرستی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اس کے ٹلنے کی صورت صرف یہی ہے کہ اس جرم سے باز آجائیے۔

اب میں مختصراً آپ کو بتاؤں گا کہ ہم کس غرض کے لیے اٹھے ہیں۔ ہم ان سب لوگوں کو، جو اسلام کو اپنا دین مانتے ہیں، یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس دین کو واقعی اپنا دین بنائیں۔ اس کو انفرادی طور پر اپنی زندگی میں اور اجتماعی طور پر اپنے گھروں میں، اپنے خاندان میں، اپنی سوسائٹی میں، اپنی تعلیم گاہوں میں، اپنے ادب اور صحافت میں، اپنے کاروبار اور معاشی معاملات میں، اپنی انجمنوں اور قومی اداروں میں، اور بحیثیت مجموعی اپنی قومی پالیسی میں عملاً قائم کریں، اور اپنے قول اور عمل سے دنیا کے سامنے اس کی سچی گواہی دیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے اقامتِ دین اور شہادتِ حق تمھاری زندگی کا اصل مقصد ہے اس لیے تمھاری تمام سعی و عمل کا مرکز و محور اسی چیز کو ہونا چاہیے۔ ہر اس بات اور کام سے دست کش ہو جاؤ جو اسلام کی ضد ہو اور جس سے اسلام کی غلط نمائندگی ہوتی ہو۔ اسلام کو سامنے رکھ کر اپنے پورے قولی اور عملی رویہ پر نظرِ ثانی کرو، اور اپنی تمام کوششیں اس راہ میں لگا دو کہ دین پورا کا پورا عملاً قائم ہو جائے، اس کی شہادت ٹھیک ٹھیک ادا ہو اور اس کی طرف دنیا کو ایسی دعوت دی جائے جو اتمامِ حجت کے لیے کافی ہو۔

یہ جماعتِ اسلامی کے قیام کی واحد غرض ہے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لیے جو طریقہ ہم نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم مسلمانوں کو ان کا فرض یاد دلاتے ہیں اور انھیں صاف صاف بتاتے ہیں کہ اسلام کیا ہے، اس کے تقاضے کیا ہیں، مسلمان ہونے کے معنی کیا ہیں، اور مسلمان ہونے کے ساتھ کیا ذمہ داریاں آدمی پر عائد ہوتی ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس چیز کو جو لوگ سمجھ لیتے ہیں ان کو پھر ہم یہ بتاتے ہیں کہ اسلام کے سب تقاضے انفرادی طور پر پورے نہیں کیے جا سکتے۔ اس کے لیے اجتماعی سعی ضروری ہے۔ دین کا ایک بہت ہی قلیل حصہ انفرادی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کو تم نے قائم کر بھی لیا تو نہ پورا دین ہی قائم ہوگا اور نہ اس کی شہادت ہی ادا ہو سکے گی، بلکہ جب اجتماعی زندگی پر نظام کفر مسلط ہو تو خود انفرادی زندگی کے بھی بیشتر حصوں میں دین قائم نہ کیا جا سکے گا اور اجتماعی نظام کی گرفت روز بروز اس انفرادی اسلام کی حدود کو گھٹاتی چلی جائے گی۔ اس لیے پورے دین کو قائم کرنے اور اس کی صحیح شہادت ادا کرنے کے لیے قطعی ناگزیر ہے کہ تمام ایسے لوگ جو مسلمان ہونے کی ذمہ داریوں کا شعور اور انھیں ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں، متحد ہو جائیں اور منظم طریقے سے دین کو عملاً قائم کرنے اور دنیا کو اس کی طرف دعوت دینے کی کوشش کریں اور ان مزاحمتوں کو راستے سے ہٹائیں جو اقامتِ دین و دعوتِ دین کی راہ میں حائل ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ دین میں جماعت کو لازم قرار دیا گیا ہے اور اقامتِ دین اور دعوتِ دین کی جدوجہد کے لیے ترتیب یہ رکھی گئی ہے کہ پہلے ایک منظم جماعت ہو پھر خدا کی راہ میں سعی و جہد کی جائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جماعت کے بغیر زندگی کو جاہلیت کی زندگی، اور جماعت سے علیحدہ ہو کر رہنے کو اسلام سے علیحدگی کا ہم معنی قرار دیا گیا ہے۔[1]

---

[1] اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

انا آمرکم بخمس اللہ امرنی بھن، الجماعۃ والسمع والطاعۃ والھجرۃ والجھاد فی سبیل اللہ، فانہ من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یراجع، ومن دعا بدعوی جاھلیۃ فھو من جثی جھنم۔ قالوا یا رسول اللہ وان صام وصلی؟ قال وان صلی وصام وزعم انہ مسلم۔ (احمد و حاکم)

میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے: جماعت، سمع، طاعت، ہجرت، اور خدا کی راہ میں جہاد۔ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکا الا یہ کہ وہ پھر جماعت کی طرف پلٹ آئے، اور جس نے جاہلیت (یعنی افتراق، انتشار) کی دعوت دی وہ جہنمی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے؟ فرمایا ہاں، اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۲۹ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو لوگ اس بات کو بھی سمجھ لیتے ہیں اور اس فہم سے ان کے اندر مسلمان ہونے کی ذمہ داری کا احساس اس حد تک قوی ہو جاتا ہے کہ اپنے دین کی خاطر اپنی انفرادیت اور خود پرستی کو قربان کرکے جماعتی نظم کی پابندی قبول کرلیں، ان سے ہم کہتے ہیں کہ اب تمھارے سامنے تین راستے ہیں اور تمھیں پوری آزادی ہے کہ ان میں سے جس کو چاہو اختیار کرو۔ اگر تمھارا دل گواہی دے کہ ہماری دعوت، عقیدہ، نصب العین، نظام جماعت اور طریق کار سب کچھ خالص اسلامی ہے اور ہم وہی کام کرنے اٹھے ہیں جو قرآن و حدیث کی رو سے امت مسلمہ کا اصل کام ہے تو ہمارے ساتھ آجاؤ۔ اگر کسی وجہ سے تمھیں ہم پر اطمینان نہ ہو اور دوسری جماعت تم کو ایسی نظر آتی ہو جو خالص اسلامی نصب العین کے لیے اسلامی طریق پر کام کر رہی ہو تو اس میں شامل ہو جاؤ — ہم خود بھی ایسی جماعت پاتے تو اسی میں شامل ہو جاتے۔ ہمیں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ چننے کا شوق نہیں ہے — اور اگر تم کو نہ ہم پر اطمینان ہے نہ کسی دوسری جماعت پر تو پھر تمھیں اپنے فرض اسلامی کو ادا کرنے کے لیے خود اٹھنا چاہیے اور اسلامی طریق پر ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جس کا مقصد پورے دین کو قائم کرنا اور قول و عمل سے اس کی شہادت دینا ہو۔ ان تینوں صورتوں میں سے جو صورت بھی تم اختیار کرو گے ان شاء اللہ حق پر ہو گے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ [illegible]) اس حدیث سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) کار دین کی صحیح ترتیب یہ ہے کہ پہلے جماعت ہو، اور اس کے اندر ایسی تنظیم ہو کہ سب لوگ کسی ایک کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں، پھر جیسا بھی موقع ہو اس کے لحاظ سے ہجرت اور جہاد کیا جائے۔

(۲) جماعت سے علیحدہ ہو کر رہنا گویا اسلام سے علیحدہ ہونا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان اس زندگی کی طرف واپس جا رہا ہے جو اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عربوں کی تھی کہ ان میں کوئی کسی کی سننے والا نہ تھا۔

(۳) اسلام کے بیشتر تقاضے اور اس کے اصل مقاصد جماعت اور اجتماعی سعی ہی سے پورے ہو سکتے ہیں، اسی لیے حضور نے جماعت سے الگ ہونے والے کو اس کی نماز اور روزے اور مسلمانی کے دعوے کے باوجود اسلام سے نکلنے والا قرار دیا۔ اسی مضمون کی شرح ہے جو حضرت عمرؓ نے اپنے اس ارشاد میں فرمائی ہے کہ لا اسلام الا بجماعۃ (جامع بیان العلم لابن عبد البر)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا اور نہ بسلامتی ہوش و حواس ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ صرف ہماری ہی جماعت حق پر ہے اور جو ہماری جماعت میں نہیں ہے وہ باطل پر ہے۔ ہم نے کبھی لوگوں کو اپنی جماعت کی طرف دعوت نہیں دی ہے۔ ہماری دعوت تو صرف اس فرض کی طرف ہے جو مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر اور آپ پر یکساں عائد ہوتا ہے۔ اگر آپ اس کو ادا کر رہے ہیں تو بر حق ہیں خواہ ہمارے ساتھ مل کر کام کریں یا نہ کریں۔ البتہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہے کہ آپ نہ خود اٹھیں، نہ کسی اٹھنے والے کا ساتھ دیں، اور طرح طرح کے حیلے اور بہانے کر کے اقامت دین اور شہادت علی الناس کے فریضے سے جی چرائیں یا ان کاموں میں اپنی قوتیں خرچ کریں جن سے دین کے بجائے کوئی دوسرا نظام قائم ہو اور اسلام کے بجائے کسی اور چیز کی گواہی آپ کے قول و عمل سے ملے۔ معاملہ دنیا اور اس کے لوگوں سے ہوتا تو حیلوں اور بہانوں سے کام چل سکتا تھا۔ مگر یہاں تو معاملہ اس خدا کے ساتھ ہے جو علیم بذات الصدور ہے۔ اسے کسی چال بازی سے دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔

اس میں شک نہیں کہ ایک ہی مقصد اور ایک ہی کام کے لیے مختلف جماعتیں بننا بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے۔ اور اس میں انتشار کا بھی اندیشہ ہے۔ مگر جب نظام اسلامی درہم برہم ہو چکا ہو اور سوال صرف اس نظام کے چلانے کا نہیں بلکہ اس کے از سر نو قائم کرنے کا ہو، تو ممکن نہیں ہے کہ ابتدا ہی میں وہ الجماعت وجود میں آجائے جو تمام امت کو شامل ہو، جس کا التزام ہر مسلمان پر واجب ہو، اور جس سے علیحدہ رہنا جاہلیت اور علیحدہ ہونا ارتداد کا ہم معنی ہو۔ آغاز کار میں اس کے سوا چارہ نہیں کہ جگہ جگہ مختلف جماعتیں اس مقصد کے لیے بنیں اور اپنے اپنے طور پر کام کریں۔ یہ سب جماعتیں بالآخر ایک ہو جائیں گی اگر نفسانیت اور افراط و تفریط سے پاک ہوں اور خلوص کے ساتھ اصل اسلامی مقصد کے لیے اسلامی طریق پر کام کریں۔ حق کی راہ میں چلنے والے زیادہ دیر تک الگ نہیں رہ سکتے۔ حق ان کو جمع کر کے ہی رہتا ہے، کیونکہ حق کی فطرت ہی جمع و تالیف اور وحدت و یگانگت کی متقاضی ہے۔ تفرقہ صرف اس صورت میں رونما ہوتا ہے جب حق کے ساتھ کچھ نہ کچھ باطل کی آمیزش ہو یا اوپر حق کی نمائش ہو اور اندر باطل کام کر رہا ہو۔

اب میں اختصار کے ساتھ یہ بھی عرض کر دوں کہ جو لوگ ہماری جماعت کو پسند کر کے اس میں داخل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتے ہیں ان سے ہمارا مطالبہ کیا ہوتا ہے اور ان کے لیے ہمارے پاس کام کیا ہے۔ اپنے ارکان سے ہمارا کوئی مطالبہ اس مطالبہ کے سوا نہیں ہے جو اسلام نے ہر مسلمان سے کیا ہے۔ ہم نہ تو اسلام کے اصل مطالبے پر ذرہ برابر کسی چیز کا اضافہ کرتے ہیں اور نہ اس میں سے کوئی چیز گھٹاتے ہیں۔ ہم ہر شخص کے سامنے پورے اسلام کو بے کم و کاست پیش کر دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اس دین کو جان بوجھ کر شعور کے ساتھ قبول کرو، اس کے تقاضوں کو سمجھ کر ٹھیک ٹھیک ادا کرو، اپنے خیالات اور اقوال و اعمال میں سے ہر اس چیز کو خارج کرو جو دین کے احکام اور اس کی روح کے خلاف ہو اور اپنی پوری زندگی سے اسلام کی شہادت دو۔ بس یہی ہمارے ہاں داخلہ کی فیس ہے اور یہی ہمارے قواعدِ رکنیت ہیں۔ ہمارا دستور، ہمارا نظامِ جماعت اور وہ چیز جس کی طرف ہم دعوت دیتے ہیں، سب کے سامنے عیاں ہے۔ اس کا جائزہ لے کر ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ ہم نے اصل اسلام میں — اُس اسلام میں جو قرآن اور سنت پر مبنی ہے — نہ کوئی کمی کی ہے نہ بیشی، اور ہم ہر وقت تیار ہیں کہ ہماری جس چیز کے متعلق بھی کوئی ثابت کر دیگا کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیم پر اضافہ ہے اسے ہم اپنے ہاں سے خارج کر دیں گے اور جس چیز کے متعلق بھی بتا دے گا کہ وہ اس تعلیم میں ہے اور ہمارے ہاں نہیں ہے اسے ہم بلا تامل اختیار کر لیں گے کیونکہ ہم تو اٹھے ہی پورے دین کی بے کم و کاست اقامت اور شہادت کے لیے ہیں پھر ہم سے بڑا ظالم اور کون ہوگا اگر ہم اپنے اسی مقصد میں منافق ثابت ہوں۔

اس طرح جو لوگ ہمارے نظامِ جماعت میں داخل ہوتے ہیں ان کے لیے ہمارے پاس صرف یہ کام ہے کہ وہ اپنے قول اور عمل سے اسلام کی شہادت دیں اور نظامِ دین کو مکمل طور پر قائم کرنے کے لیے اجتماعی جد و جہد کریں تاکہ شہادت علی الناس کا حق پوری طرح ادا ہو سکے۔ جہاں تک قولی شہادت کا تعلق ہے، ہم اپنے ارکان کو ایسی تربیت دے رہے ہیں جس سے وہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق زبان اور قلم سے اسلام کی زیادہ سے زیادہ معقول شہادت ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ نیز ہم ایسے ادارے بھی قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو منظم طریقہ سے علم و ادب کے ہر شعبے میں، زندگی کے جملہ مسائل سے متعلق اسلامی تعلیمات کی حقانیت کو دنیا پر واضح کریں اور اس مقصد کے لیے نشر و اشاعت کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تمام ممکن ذرائع سے کام لیں۔ رہی عملی شہادت تو اس بارے میں ہماری کوشش یہ ہے کہ اول تو ایک ایک شخص اسلام کا زندہ گواہ ہو، پھر ان افراد سے ایک ایسی منظم سوسائٹی نشوونما پائے جس کے اندر اسلام اپنی اصل اسپرٹ میں کام کرتا ہوا دیکھا جا سکتا ہو، اور بالآخر یہ سوسائٹی اپنی جدوجہد سے نظامِ باطل کے غلبہ کو مٹا کر وہ نظامِ حق قائم کرے جو دنیا میں اسلام کی مکمل نمائندگی کرنے والا ہو۔

حضرات! بس یہ ہے ہمارا مقصد اور یہ ہے ہمارا پروگرام۔ ہمیں امید نہ تھی کہ یہ چیز بھی ایسی ہو سکتی ہے جس پر کسی مسلمان کو اعتراض ہو۔ مگر جس روز سے ہم نے اس راہ میں قدم رکھا ہے اعتراضات کا ایک نہ رکنے والا سیلاب ہے کہ امڈا چلا آ رہا ہے۔ تمام اعتراضات تو نہ قابلِ توجہ ہیں اور نہ ایک صحبت میں ان سب سے تعرض ہی کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس موقع پر میں صرف ان چند اعتراضات پر کچھ عرض کروں گا جو آپ کے شہر میں غلط فہمیاں پھیلانے کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ تمہاری یہ جماعت اسلام میں ایک نئے فرقے کی بنا ڈال رہی ہے ــــ یہ بات جو لوگ کہتے ہیں، انہیں شائد معلوم نہیں ہے کہ فرقہ بندی کے اصل اسباب کیا ہوتے ہیں۔ دین میں جن باتوں کی وجہ سے تفرقہ برپا ہوتا ہے ان سب کا اگر آپ استقصاء کریں گے تو وہ صرف چار عنوانات پر تقسیم ہوں گی۔ ایک یہ کہ اصل دین پر کسی ایسی چیز کا اضافہ کیا جائے جو دین میں نہ ہو اور اسی کو اختلافِ کفر و ایمان یا فرقِ ہدایت و ضلالت کی بنیاد بنا ڈالا جائے۔ دوسرے یہ کہ دین کے کسی خاص مسئلے کو لے کر اس کو وہ اہمیت دی جائے جو کتاب و سنت کی رو سے اس کو حاصل نہیں ہے اور اسی کو گروہ بندی کی بنا قرار دے لیا جائے۔ تیسرے یہ کہ اجتہادی و استنباطی مسائل میں غلو کیا جائے اور ان امور میں اپنے مسلک کے سوا دوسرے مسلک والوں کی تفسیق و تضلیل یا تکفیر کی جائے یا کم از کم ان سے امتیازی معاملہ کیا جائے۔ چوتھے یہ کہ نبی کے بعد کسی خاص شخصیت کے معاملہ میں غلو کیا جائے اور اس کے لیے کسی ایسے منصب کا دعویٰ کیا جائے جسے تسلیم کرنے یا نہ کرنے پر آدمی کے مومن یا کافر ہونے کا مدار ہو، یا کوئی جماعت یہ دعویٰ کرے کہ جو اس میں داخل ہے صرف وہی حق پر ہے، باقی سب مسلمان باطل پر ہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ ہم نے ان چار ذیل عنوانات میں سے کس عنوان کی غلطی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ہے؟ اگر کوئی صاحب دلیل و ثبوت کے ساتھ ہمیں صاف صاف بتا دیں کہ ہم نے واقعی فلاں عنوان کی غلطی کی ہے تو ہم فی الفور توبہ کریں گے اور ہمیں اپنی اصلاح کرنے میں ہرگز تامل نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم خدا کے دین کو قائم کرنے کے لیے اٹھے ہیں، تفرقہ برپا کرنے نہیں اٹھے ہیں۔ لیکن اگر ایسی کوئی غلطی ہم نے نہیں کی ہے تو پھر ہمارے کام سے کسی فرقے کی پیدائش کا اندیشہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔

ہم صرف اصل اسلام اور بے کم و کاست پورے اسلام کو لے کر اٹھے ہیں اور مسلمانوں کو ہماری دعوت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ آؤ ہم سب مل کر اس کو عملاً قائم کریں اور دنیا کے سامنے اس کی شہادت دیں۔

اجتماع کی بنیاد ہم نے پورے دین کو قرار دیا ہے، نہ کہ اس کے کسی ایک مسئلے یا چند مسائل کو۔

اجتہادی مسائل میں ہم تمام ان مذاہب و مسالک کو برحق تسلیم کرتے ہیں جن کے لیے قواعد شریعت میں گنجائش ہے۔ ہر ایک کا یہ حق تسلیم کرتے ہیں کہ ان مذاہب و مسالک میں سے جس کا جس پر اطمینان ہو وہ اپنی حد تک اس پر عمل کرے۔ اور کسی خاص اجتہادی مسلک کی بنیاد پر گروہ بندی کو ہم جائز نہیں رکھتے۔

اپنی جماعت کے بارے میں بھی ہم نے کوئی غلو نہیں کیا ہے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ حق صرف ہماری جماعت میں دائر و منحصر ہے۔ ہم کو اپنے فرض کا احساس ہوا اور ہم اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کو آپ کا فرض یاد دلا رہے ہیں۔ اب یہ آپ کی خوشی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہوں، یا خود اٹھیں اور اپنا فرض ادا کریں، یا جو بھی آپ کو یہ فرض ادا کرتا نظر آئے اس کے ساتھ مل جائیں۔

امارت کے باب میں بھی ہم کسی غلو کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں۔ ہماری یہ تحریک کسی شخصیت کے بل پر نہیں اٹھی ہے جس کے لیے کسی خاص منصب کا دعویٰ کیا گیا ہو، جس کی کرامتوں اور الہامات اور تقدس کی داستانوں کا اشتہار دیا جاتا ہو، جس کی ذاتی عقیدت پر جماعت کی بنیاد رکھی گئی ہو، اور جس کی طرف لوگوں کو دعوت دی جاتی ہو۔ دعووں اور خوابوں اور کشوف و کرامات اور شخصی تقدس کے تذکروں سے ہماری تحریک بالکل پاک ہے۔ یہاں دعوت کسی شخص کی طرف نہیں ہے بلکہ اُس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقصد کی طرف ہے جو قرآن کی رو سے ہر مسلمان کا مقصدِ زندگی ہے اور ان اصولوں کی طرف ہے جن کے مجموعے کا نام اسلام ہے۔ جو لوگ بھی اس مقصد کے لیے اُن اصولوں پر ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیں وہ مساوی حیثیت سے ہماری جماعت کے رکن بنتے ہیں۔ یہ ارکان ایک شخص کو اپنا امیر منتخب کرتے ہیں۔ نہ اس بنا پر کہ امارت اس کا کوئی ذاتی حق ہے بلکہ اس بنا پر کہ بہرحال منظم طریقہ پر کام کرنے کے لیے ایک سربراہ کار ہونا ہی چاہیے۔ یہ منتخب کردہ امیر معزول کیا جا سکتا ہے اور جماعت میں سے کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ امارت کے لیے چنا جا سکتا ہے۔ یہ امیر صرف اسی جماعت کا امیر ہے نہ کہ تمام امت کا۔ اس کی اطاعت صرف انہی لوگوں پر لازم ہے جو اس جماعت میں شامل ہوں۔ اور ہمارے ذہنوں میں ایسا کوئی تصور تک نہیں ہے کہ "جس کی گردن میں اس کی بیعت کا قلادہ نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔"

اب خدارا مجھے بتائیے کہ جب ہم اس طریقہ پر کام کر رہے ہیں تو آخر ہماری اس تحریک سے امت میں ایک نیا فرقہ کیسے بن جائے گا؟ عجیب تر بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دامن خود اُن غلطیوں سے آلودہ ہیں جن کی وجہ سے فرقہ بندی کا فتنہ رونما ہوتا ہے، جن کے ہاں خوابوں اور کشفوں اور کرامتوں کے چرچے ہیں، جن کے ہاں سارا کام کسی "حضرت" کی شخصی عقیدت کے بل پر چل رہا ہے، جن کے ہاں کسی شخصیت کے لیے کسی مخصوص منصب کا دعویٰ کیا جاتا ہے، جن کے ہاں فروعی مسائل پر جھگڑے اور مناظرے ہوتے ہیں اور اجتہادی مسالک پر دھڑے بندیاں کی جاتی ہیں، وہی ہم کو الزام دینے میں پیش پیش ہیں۔ اگر کوئی برا نہ مانے تو میں صاف کہوں کہ ہمارا اصل قصور جس پر یہ حضرات بگڑے ہوئے ہیں وہ نہیں ہے جو یہ زبانوں سے کہتے ہیں بلکہ یہ ہے کہ ہم نے دین کے اُس اصلی کام کی طرف دعوت دی جو ان کے نفس کو مرغوب نہیں ہے، اور اس کام کے لیے وہ صحیح طریقہ اختیار کیا جس سے ان کے اپنے طریقوں کی غلطیاں بے نقاب ہونے لگیں۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ اگر تمھیں یہی کام کرنا تھا تو ضرور کرتے مگر تم نے ایک الگ جماعت مستقل نام کے ساتھ کیوں بنائی، اس سے تو امت میں انتشار پیدا ہوتا ہے ــــ فی الواقع یہ ایک عجیب اعتراض ہے۔ میں حیران ہوں کہ جب لادینی یا خلافِ دین سیاست کے لیے، غیر اسلامی تعلیم کے لیے، مذہبی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دھڑے بندیوں کے لیے، اور خالص دنیوی اغراض کے لیے مغرب کے جمہوری یا فاشستی طریقوں پر مسلمانوں کی انجمنیں اور جماعتیں متفرق ناموں کے ساتھ بنتی ہیں تو انھیں ٹھنڈے دل سے برداشت کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر دین کے اصل کام کے لیے خالص دینی اصولوں پر کوئی جماعت بنتی ہے تو یکایک امت میں انتشار کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور صرف یہی ایک جماعت سازی قابل برداشت نہیں ہوتی۔ اس سے تو شبہ ہوتا ہے کہ معترضین کو اصل میں چڑ جماعت سازی سے نہیں بلکہ اس بات سے ہے کہ کوئی جماعت دین کے اصل کام کے لیے بنے۔ تاہم میں ان سے عرض کروں گا کہ جماعت سازی کا یہ قصور ہم نے محض ذوق شوق سے نہیں کیا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ اس جماعت کی تشکیل سے پہلے میں برسوں اکیلا پکارتا رہا ہوں کہ مسلمانو! یہ تم کن راہوں میں اپنی قوتیں اور کوششیں صرف کر رہے ہو، تمھارے کرنے کا اصل کام تو یہ ہے، اس پر اپنی تمام مساعی مرکوز کرو۔ یہ دعوت اگر سب مسلمان قبول کر لیتے تو کیا ہی کیا تھا۔ مسلمانوں میں ایک جماعت بننے کے بجائے مسلمانوں کی ایک جماعت بنتی اور کم از کم ہندوستان کی حد تک وہ "الجماعت" ہوتی جس کی موجودگی میں کوئی دوسری جماعت بنانا شرعاً حرام ہوتا۔ یہ بھی نہیں تو مسلمانوں کی مختلف جماعتوں میں سے کوئی ایک ہی اسے مان لیتی تب بھی ہم راضی تھے، اسی میں بخوشی شامل ہو جاتے۔ مگر جب پکار پکار کر ہم تھک گئے اور کسی نے سن کر نہ دیا تب ہم نے مجبوراً یہ فیصلہ کیا کہ وہ سب لوگ جو اس کام کو حق اور فرض سمجھ چکے ہیں خود ہی مجتمع ہوں اور اس کے لیے اجتماعی سعی کریں۔ سوال یہ ہے اگر یہ نہیں تو ہمیں اور کیا کرنا چاہیے تھا؟ تم کو اگر اس کام کے فرض ہونے سے انکار ہے تو دلیل انکار ارشاد ہو۔ اگر انکار نہیں تو بتاؤ کیا واقعی تمھاری یہ مختلف انجمنیں اور جماعتیں یہی فرض انجام دے رہی ہیں؟ اگر یہ بھی نہیں تو کیا اب تمھارے ہاں نوبت یہ آ گئی ہے کہ جو فرض کو پہچانے اور اسے ادا کرنے کے لیے اٹھے وہی الٹا قصور وار قرار دیا جائے؟

ہم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تم نے اپنی جماعت کے لیڈر کے لیے "امیر" کا لفظ کیوں اختیار کیا۔ امیر یا امام تو صرف با اختیار اور صاحب سلطنت ہی ہو سکتا ہے۔ اس کی تائید میں کچھ حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں جن سے استدلال کیا جاتا ہے کہ امامت یا تو امامتِ علم ہے، یا امامتِ نماز، یا امامتِ قتال و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جائز۔ اس کے سوا کوئی تیسری قسم امامت کی نہیں ہے ۔۔۔ یہ اعتراض جو حضرات کرتے ہیں وہ صرف اُس وقت کی فقہ اور اسی وقت کی احادیث سے واقف ہیں جب اسلامی نظام سیاسی اقتدار کی منزل پر پہنچ چکا تھا اور صاحبِ سیف امامت قائم ہوگئی تھی۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جب سیف چھن جائے، مسلمانوں کی جماعت اختیار و اقتدار سے محروم ہو جائے اور اسلامی نظام جماعت بھی درہم برہم ہو جائے تو اس وقت کے لیے کیا احکام ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ایسی حالت میں کیا مسلمانوں کو یہی کرنا چاہیے کہ فرد فرد الگ ہو جائے اور بیٹھ کر بس دعا کرتا رہے کہ خدایا کوئی صاحبِ سیف امام بھیج دے؟ یا ایسی امامت قائم کرنے کے لیے کوئی اجتماعی سعی بھی ہونی چاہیے؟ اگر وہ کہتے ہیں کہ اجتماعی سعی ہونی چاہیے تو براہ کرم وہ ہمیں بتائیں کہ جماعت بنائے بغیر بھی کوئی اجتماعی سعی کی جاسکتی ہے؟ اگر وہ مانتے ہیں کہ جماعت بنائے بغیر چارہ نہیں ہے تو کیا کوئی جماعت کسی رہنما، کسی سربراہ کار، کسی صاحبِ امر کے بغیر بھی چل سکتی ہے؟ اگر وہ اس کی ضرورت بھی تسلیم کرتے ہیں تو وہ خود ہی ہم کو بتائیں کہ دین اسلامی مقصد کے لیے جو اسلامی جماعت بنائی جائے، اس کے سربراہ کار کے لیے اسلام میں کیا اصطلاح مقرر ہے؟ جو اصطلاح بھی وہ ارشاد فرمائیں گے، ہم اسی کو قبول کرلیں گے، بشرطیکہ وہ ہو اسلامی اصطلاح! یا پھر وہ صاف صاف یہی بتا دیں کہ اسلام میں سیف حاصل ہونے کے بعد کے لیے تو ہدایات موجود ہیں، لیکن "بے سیفی" کی حالت میں سیف کس طرح حاصل کی جائے، اس باب میں اس نے کوئی ہدایت نہیں دی ہے، اور یہ کام جس کو کرنا ہو اسے غیر اسلامی طریقوں پر غیر اسلامی اصطلاحوں سے کرنا چاہیے۔ اگر ان حضرات کا یہ منشا نہیں ہے تو ہمارے لیے یہ معما ناقابلِ حل ہے کہ صدر، لیڈر، اور قائد وغیرہ اصطلاحیں استعمال کی جائیں تو وہ سب انھیں گوارا ہیں، مگر امیر کی اسلامی اصطلاح سنتے ہی یہ کیوں چراغ پا ہو جاتے ہیں۔

عام طور پر لوگوں کو اس مسئلہ کے سمجھنے میں جو دقت پیش آتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم نے حدیث میں جب امیر یا امام کی اصطلاح استعمال کی گئی تھی اس وقت اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی، اور جس زمانہ میں اسلامی حکومت قائم نہ ہوئی تھی اس وقت حضورؐ خود نبی کی حیثیت سے اقامت دین کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جدوجہد کی قیادت فرما رہے تھے، اس لیے امارت یا امامت کی اصطلاحیں استعمال کرنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ لیکن اسلام کے پورے نظام پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ دین مسلمانوں کے ہر اجتماعی کام میں نظم چاہتا ہے اور اس نظم کی صحیح صورت یہ تجویز کرتا ہے کہ کام جماعت بن کر کیا جائے، جماعت میں سمع وطاعت ہو اور ایک شخص اس کا امیر ہو۔ نماز پڑھی جائے تو جماعت کے ساتھ پڑھی جانی چاہیے اور ایک اس کا امام ہونا چاہیے، حج کیا جائے تو منظم طریق پر کیا جائے اور ایک اس کا امیر حج ہونا چاہیے حتیٰ کہ تین آدمی اگر سفر کو نکلیں تب بھی ان کو منظم طریقے سے سفر کرنا چاہیے اور اپنے ایک ساتھی کو امیر بنا لینا چاہیے۔ اذا خرج ثلاثۃ فی سفر فلیؤمروا علیھم احدھم[1] (ابوداؤد) اسلامی شریعت کی یہی وہ روح ہے جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ جماعت کے بغیر اسلام نہیں اور امارت کے بغیر جماعت نہیں اور اطاعت کے بغیر امارت نہیں۔[2] پس ہمارا استنباط یہ ہے کہ اقامت دین اور شہادت علی الناس کی سعی کے لیے جو جماعت بنائی جائے اس کے سربراہ کار کے لیے امیر یا امام کے لفظ کا استعمال بالکل صحیح ہے، مگر چونکہ لفظ امام کے ساتھ بعض خاص معانی لگ گئے ہیں اس لیے ہم نے فتنے سے بچنے کی خاطر اس لفظ کو چھوڑ کر امیر کا لفظ استعمال کیا ہے۔

ایک نرالا اعتراض یہاں یہ بھی سننے میں آیا کہ جو شخص اس طرح جماعت کا سربراہ کار بنایا جائے اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ زکوٰۃ صرف اسلامی حکومت کا امیر ہی وصول کرسکتا ہے ـــــ غالباً ان معترضین کو تحصیل زکوٰۃ کے معاملہ میں ہمارا طریقہ معلوم نہیں ہے۔ ہم نے

---

[1] بلکہ مسند احمد میں جو روایت حضرت عبداللہ ابن عمر سے نقل کی گئی ہے اس میں تو یہ الفاظ ہیں کہ لا یحل لثلاثۃ یکونوا بفلاۃ من الارض الا امروا علیھم احدھم۔ (حلال نہیں ہے یہ بات کہ تین آدمی کسی جنگل میں ہوں اور وہ اپنے اوپر اپنے میں سے ایک کو امیر نہ بنا لیں)۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف سفر ہی میں نہیں، بلکہ ہر حالت میں مسلمانوں کو منظم زندگی بسر کرنی چاہیے اور ان کا کوئی اجتماعی کام بھی جماعت اور امارت کے بغیر نہیں ہونا چاہیے۔

[2] لا اسلام الا بجماعۃ ولا جماعۃ الا بامارۃ ولا امارۃ الا بطاعۃ۔

(جامع بیان العلم لابن عبدالبر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عام مسلمانوں سے یہ مطالبہ نہیں کیا ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ ہمارے بیت المال میں داخل کریں اور نہ ہم نے کبھی یہ کہا ہے کہ جو مسلمان زکوٰۃ ہمارے حوالہ نہ کرے گا اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی۔ ہم صرف اپنی جماعت کے ارکان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی زکوٰۃ جماعت کے بیت المال میں داخل کیا کریں، اور اس سے ہمارا بڑا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو شریعت کے منشا کے مطابق اجتماعی طور پر زکوٰۃ جمع اور صرف کرنے کی عادت ہو۔ براہ کرم کوئی ہمیں بتائے کہ اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو اس میں کیا شرعی قباحت ہے اور یہ کس حکم شرعی کے خلاف ہے؟ اگر ہمیں لوگوں سے یہ کہنے کا حق ہے کہ نماز گھروں میں الگ الگ نہ پڑھو بلکہ جماعت کے ساتھ پڑھو تو آخر یہ کہنے کا حق کیوں نہیں ہے کہ زکوٰۃ انفرادی طور پر ادا کرنے کے بجائے اجتماعی طور پر ادا کرو؟ پھر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اگر چندہ لیا جائے تو جائز، داخلے کی فیس اور رکنیت کی فیس لگائی جائے تو درست، مگر خدا اور رسول کے عائد کیے ہوئے فرض کو ادا کرنے کی دعوت دی جائے تو ناجائز!

اس سے بھی زیادہ ایک نرالا اعتراض یہ سننے میں آیا کہ "تم نے بیت المال کیوں بنایا؟" — اس قسم کے اعتراضات سن کر معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو شاید اسلام کی اصطلاحات ہی سے کچھ بغض ہو گیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ہر جماعت اور ہر انجمن اپنا ایک خزانہ ضرور رکھتی ہے تاکہ اجتماعی کاموں میں مال صرف کر سکے۔ ہماری جماعت کا بھی ایک خزانہ ہے اور اس کو ہم بیت المال کہتے ہیں، کیونکہ یہی اسلامی اصطلاح ہے۔ اگر ہم اس کا نام خزانہ رکھتے تو ان کو کوئی اعتراض نہ تھا اگر اس کو ہم Treasury کہتے تب بھی یہ خوش ہوتے۔ مگر جب ہم نے اس کے لیے ایک اسلامی اصطلاح استعمال کی تو اس کو یہ برداشت نہ کر سکے۔

ان اعتراضات میں سے اکثر اتنے مہمل ہیں کہ میں ان کا ذکر کر کے اور ان کا جواب دے کر حاضرین کا وقت ضائع کرنا کبھی پسند نہ کرتا، مگر میں نے یہ چند چیزیں نمونے کے طور پر صرف اس لیے پیش کی ہیں کہ جو لوگ نہ خود اپنا فرض ادا کرنا چاہتے ہیں، نہ کسی دوسرے کو ادا کرنے دینا چاہتے ہیں وہ کس قسم کے حیلے بہانے اور اعتراضات و شبہات ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کس طرح خدا کے راستے سے خود رکتے ہیں اور دوسروں کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارا طریقہ جھگڑے اور مناظرے کرنے کا نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ہماری بات کو سیدھی طرح سمجھنا چاہے تو ہم ہر وقت اس کو سمجھانے کے لیے حاضر ہیں، اور اگر کوئی ہماری غلطی ہم کو معقول طریقے سے سمجھانا چاہے تو ہم سمجھنے کے لیے بھی تیار ہیں، لیکن اگر کسی کے پیش نظر محض الجھنا اور الجھانا ہی ہو تو اس سے ہم کوئی تعرض کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس کو اختیار ہے کہ جب تک چاہے اپنا یہ شغل جاری رکھے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

فہرست مطبوعات جماعت اسلامی

رسالہ دینیات	ع۸/	حقوق الزوجین	ع۸/
خطبات	عہ/	حقیقت شرک	عہ/
مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش (حصہ اول)	عہ/	روداد جماعت اسلامی (حصہ اول)	۱۰/
،، ،، (حصہ سوم)	ع	،، ،، ،، (،، دوم)	۹/
مسئلہ جبر و قدر	عہ/	،، ،، ،، (،، سوم)	عہ
مسئلہ قومیت	عہ/	رسالہ دینیات (انگریزی)	ع۸/
قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں	عہ/	اسلام کیا ہے؟ (،،)	عہ/
تجدید و احیائے دین	عہ/	الحاد کے بعد کیا (،،)	۱۲/
اسلام اور ضبط ولادت	۱۲/	دستور جماعت اسلامی	۲/

ملنے کا پتہ

مکتبہ جماعت اسلامی، دار الاسلام، پٹھان کوٹ

© rasailojaraid.com